ایک دلِ پچھتی ہے میں لوٹی لینے والا

ہوش و خرد کی کان

یعنی

قطعہ مصنفہ جناب ابوالمحمود سید کفایت علی صاحب علوی متوطن قصبہ ہاپوڑ تلمیذ جناب حکیم سید منور علیخانصاحب آشفتہ دہلوی وکیل راج الور معہ تخمیس جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب بیخود۔ بدایونی شاگرد جناب داغ دہلوی۔ جوڈیشل افیسر دربار سرد ہی

باہتمام ادیب الانحریر مولوی علی احمد خان اسیر

در مطبع کیوریہ پریس واقع بدایوں وقف طبع یافت

(۲)

مژگان سے دل بچا تو نگہ نے لپک لیا

ابھی اہل نظر اپنے دامن شوق کو پھیلائے رکھیں ایک اور بہار کا بادل و سندے والا ہے وہ وہ تازہ پھول کھلیں گے کہ جنسے چشم و دماغ کو نور و سرور ہو۔ اور نگہ ناز کے جگر فگار اپنے اپنے کلیجے کو مضبوط تھامے رہیں۔ جادوئے چشم کے پردہ میں دزد دزدیدہ نظر کا کچھ ایسا تماشا ہوگا کہ دیکھنے والوں کے دل و جان ہاتھ سے جاتے رہیں گے یعنی دوسرا قطعہ مصنفہ جناب مولوی افتخار حسین صاحب مضطر خیرآبادی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی لکھنوی برادر خرد جناب مولوی محمد حسین صاحب بسمل وکیل ریاست عالیہ ٹونک متعینہ اجنسی راجپوتانہ مع تخمیس جناب مولوی عبد الحی صاحب بیخود بدایونی جوڈیشل افیسر دربار ریاست عالیہ سروہی شاگرد حضرت داغ دہلوی صبر و شکیب کی لوٹ کے نام سے تیار ہے درخواست آنے پر جلد ہدیہ انظار ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

المشتہر

فقیر علی احمد خان۔ اسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از حضرت بیخود مُحَسَّن

لختے بَرد از دل گذرد ہر کہ ز پیشم   من قماش فروش دلِ صد پارہ خویشم

صاحبو مجکو نہ شعر و شاعری سے مس ہی۔ نہ لکھنے پڑہنے سے سروکار۔ نہ بحور و قوافی کی حس ہے، نہ میں نظم و نثر سے خبردار۔ نہ استادی کی ٹھون ہون۔ نہ شاگردی کے لائق نہ کسی چیز سے نفور ہون۔ نہ کسی بات کا شائق۔ مردہ دل۔ پژمردہ طبع۔ افسردہ خاطر زندہ درگور۔ صدمون پر صدمے اوٹھاے ہوئے۔ مصیبتون پر مصیبتین جھیلے ہوے۔ حسن و عشق کو خیرباد کہی۔ سب جھگڑون کو القط۔ سارے بکھیڑون کو دل سے تہ کیے۔ عاشقی و معشوقی سے جان بچائے۔ بچی کھچی کی خیر منائے بیٹھا ہون۔ بھلا۔ من کجا۔ ذوق سخن کجا۔ مگر میرے مخدوم جان نواز یعنی **علوی** شیوا بیان نے زہرہ وشوں کو مشتری بنانے کے لیئے بساط خانہ کی ایک دوکان کھولی۔ اور اوس دُکان نے کچھ ایسی شہرت پائی۔ کہ جسنے سُنا۔ یا۔ دیکھا۔ وہ ہزار جان سے گاہک ہو گیا۔ اور جب نوبت کار یہانتک پہونچی کہ خوبان خود فروش بھی اوسکے سودے

خریدار - اور مطلوب روزگار بھی اوسکے طلبگار بنگئے - تو یہان بھی شوق کا دریا اُمڈا اور بے اختیار جی چاہا کہ کوئی ایسا ہی بہروپ گانٹھیے - اور اسی طرح اچھے اچھے مجمعون - اور مزے مزے کے جلسون مین پہونچیے - لیکن اس خیال نے بہت سرد کر دی کہ ایک چلتی ہوئی دوکان کے سامنے نئی دوکان کا فروغ مشکل ہے -

قصہ مختصر جب اس خیال کی صداے دور باش نے اوس ولولے کو فرو کر دیا - تو چالاکی سے اوسی بکرم سراپا اکرام یعنی علوی زیبا کلام کو دم جھانسے مین لیکر اوسی چلتی ہوئی دوکان مین ساجھا ملا دیا - اور ساجھا بھی کیسا! کہ اونکی دو پائی تو اپنے تین حصہ - بارے الحمد للہ کہ وہ شرکت بے سود نہوئی - یعنی خریدارون نے ہر جنس کو ہاتھون ہاتھ لیا - اور قدردانون نے ہر چیز کو پسند کیا -

غرض جب یہ سب کچھ ہو چکا تو یہ خیال آیا کہ آجکل ہر کارخانہ اپنے موجودہ مال و اسباب کے اشتہار چھپوا کر اپنی شہرت و منفعت کو بڑھاتا ہے اور چوگنے نفع اوٹھاتا ہے تو ہم کیون درگذر کرین - مگر صدمات و تفکرات پے درپے کے متواتر حملون نے دل و دماغ کو اس قابل بھی نہ رکھا تھا - کہ تفصیل اور ترتیب کے ساتھ سب جنسون - اور ہر ایک مال و اسباب کی کیفیت اور وضع تحریر ہو سکے - ناچار مخدومی و مخدوم زمن جناب حکیم سید محمد حسن صاحب حسن - (خلف الرشید حضرت حکیم سید منور علیخان صاحب آشفتہ ارشد تلامذہ حضرت مومن دہلوی) - سے تقریظ کے پیرایہ مین سب مال و اسباب کا اشتہار لکھوایا - اور تضمین کے لباس مین دوکان کا فوٹو لیکر اوس اشتہار کے شامل کر دیا -

دعا یہ ہے کہ سودا بکے یا نہ بکے - کچھ منافع ہاتھ لگے یا نہ لگے - مگر یہ چند اوراق مشتریان جنس سخن کی نگاہون تک ضرور پہونچ جائین - اور التجا یہ ہے کہ جو صاحب کسی شے کو ناپسند فرمائین - یا کسی چیز کی ترتیب مین غلطی پائین - وہ پردہ پوشی اصلاح کوشی کو کام مین لائین - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین و شفیع المذنبین و علی آلہ الطیبین

واصحابه الطاهرين واولياء امته اجمعين -

بسکہ الفت مین حسینون کے سہے لاکھون جور   کوچہ گردی کے سوا شغل نہ رکھا کچھ اور
اب یہ سنیئے کہ ہر اک سمت کو کرتے ہوئے غور   کل نکلتے تھے ہم اک کوچے سے لیکن اسطور
سر پر اک بستۂ غم دوش پہ بار حرمان

رفتہ رفتہ جو ہوا ایک جگہ اپنا گذر   ہو گیا حال دل حسن طلب نوعد گر
الغرض پانون بڑہاتے ہی اوٹھاتے ہی نظر   ناگہان دیکھتے کیا ہین کہ وہین کوٹھے پر
جلوہ فرما ہے کوئی بادلہ پوش آفت جان

محو حیرت ہوئے ہم دیکھکر اوسکے جلوے   عقل جاتی رہی اور ہوش ٹھکانے نہ رہے
چشم مخمور سے کچھ اوسنے اشارے جو کیئے   پھر تو جیمین یہی آئی کہ یہین دم لیجیے
اور ڈری بھی کہ نہ لوگون کو ہو کچھ اور گمان

شوق بولا کہ کرو عرض تمنا دل کی   حسن کے رعب سے پر کہنے کی جرأت نہوئی
یہی حالت دلِ مضطر کی تھی سینے مین ابھی   اتنے مین خود ہی پکارا کہ میان پردیسی
تم کدہر جاتے ہو اور کون ہو رہتے ہو کہان

تم مگر بوجھ سے ہی سر پہ یہ رکھا کیا ہے   ہم بھی مشتاق ہین دیکھین تو سہی کیا کیا ہے
نقش حیرت ہوئے کیون کہیئے تو نقشا کیا ہے   اور اس گانٹھ مین فرمائیے سودا کیا ہے
کچھ پسند آیا تو لے لینگے اوٹھا لاؤ یہان

ہمکو اک عمر سے ہے شوق خریداری کا   مال اچھا ہو تو قیمت کی نہین کچھ پروا
خوف کھاؤ نہ یہان آنے سے جی مین اصلا   اتنی سنتے ہی یہان کون ٹھہرتا تھا بھلا
پہنچے جھٹ پٹ وہین وہ ماہ دو ہفتہ تھا جہان

بسکہ خود ہمکو بلایا تھا نہ تھا کچھ وسواس   دلمین کہتے تھے کہ ہم آئے ہین کس شوخ کے پاس
گو نہ تھا خوف کوئی اور نہ کچھ بیم و ہراس   پر وہان جاتے ہی جاتے رہے سب ہوش و حواس
بیطرح صورت دلکش نے بنایا حیران

پاس سے دیکھا جو اوس شوخ کا حسن نیکو   طائر عقل بنا قید سیئے دام گیسو

بس زبان پر نہ رہا اور نہ دل پر قابو　　دیکھکر مجھکو وہ بولے کہ دوانا ہے تو
ہوش میں آرے موہنہ تکنے کو آیا ہی یہان

پاس جو جنس ہو اچھی وہ ہمیں دکھلا دے　　داجبی دام جو ایمان سے ہوں ہمسے لے
شکل کیا تکتا ہی چلتا ہو جو میزان نہ پٹے　　سُنکے یہ بات کہا تھام کے دلکو میں نے
کہ سُن اے رشکِ قمر غیرتِ ماہِ کنعان

تو ہی یوسف تو ہمیا سے غلامی میں ہم　　خاص بندے ہیں کوئی اور نہ عامی ہیں ہم
مبتذل ہیں نہ بہت اور نہ گرامی ہیں ہم　　نہ دوانے ہیں نہ سودا گرِ نامی ہیں ہم
نہ جنون ہی ہمیں زنہار نہ ہرگز خفقان

ہم نہیں جانتے کیا چیز ہیں کفر و اسلام　　نہ ہمہ با ہمہ دن رسیت کے کرتے ہیں تمام
تبکدے کو جو ہی آداب تو مسجد کو سلام　　کوئی رندوں سے غرض ہمکو نہ زاہد سی کام
عشق ہی مذہب و دین حُسن پرستی ایمان

نہ دوا اور دوش رکھتی ہیں تھوڑی سی بساط　　کچھ نہ کاوش نہ خلش رکھتی ہیں تھوڑی ہی بساط
شان ہی کچھ نہ منش رکھتے ہیں تھوڑی سی بساط　　پھیری والونکی روش رکھتی ہیں تھوڑی ہی بساط
نہ کہیں اپنی دکان ہی نہ کہیں اپنا مکان

نفع کی ہمکو تمنا نہ ضرر سے سروکار　　کسی گاہک سے کبھی کی نہیں ہمنے تکرار
مال وہ رکھتے ہیں تم لوگ کرو جس ہی سنگھار　　ہیں غرض پاس ہمارے یہی سودے دو چار
شانہ ہوش و خرد سرمۂ دین و ایمان

پیش و پس بیع و شرے میں کسی یان آتا ہے　　بختِ سودائی میں جو نفع ہے وہ پاتا ہے
ہر جگہ کب دلِ نادان گھٹی کھاتا ہے　　کوئی تمسا ہی خریدار جو ملجاتا ہے
دیکھکر بھاؤ کو دیدیتی ہیں ارزان کہ گران

جنس ستی ہے فدا ساتھ لے گر سونا　　درمِ داغ کو حاضر ہے کلیجا اپنا
ساتھ ہے سر کے کسی زلف سیہ کا سودا　　اور یہ مال کھلے مول سے بکتا ہی سدا
نگہ ناز کو دل عشوہ و انداز کو جان

ھر جُھکا تو نگہ جور سے دیکھا مجکو
نئے تیور سے نئے طور سے دیکھا مجکو

بات آہستہ تو کی اور سے دیکھا مجکو
سنکے یہ بات ذرا غور سے دیکھا مجکو

پھر تو اک طیش مین آ کھینچ کے سوئے پردا مان

مجھسے کہنے لگے اوسان گئے بس خاموش
ہم تری چال کو اب جان گئے بس خاموش

مین جو بولا کہ مجھے کیا جان گئے بس خاموش
بولے غصے سے کہ پہچان گئے بس خاموش

تو وہی **علوی** ہے ہان آئیو کوئی دربان

کو جی بھر کے نہ دیکھا تھا ابھی دلبر کو
ڈر سے قابو مین نہ پایا جو دل مضطر کو

خرد و ہوش سے کہتے ہوئے سَر کو سَر کو
نام دربان کا ہم سنتے ہی سیدھے گھر کو

دل کو اتنی مین ہوا بکر ہوئی ایسے پران

ک دن ہی ہمین معلوم ہوا اور نہ شب
کہین رکھا تو کہین پانون پڑا ہائے غضب

کیا بیان کیجئے **بیخود** رہی پونجی کیا اب
کہ وہین چھوڑ گئے دہشت و جلدی کے سبب

جامۂ صبر و سکون پارچہ تاب و توان

تقریظ جناب حکیم سید محمد حسن صاحب دہلوی خلف حضرت حکیم سید منور علیخانصاحب مغفور آشفتہ دہلوی تلمیذ حضرت مومن مرحوم

ن اے ہجوم شوق کے سودائیو چلو
ہنگامۂ جنون کے تماشائیو چلو

لے دیکے نقد دیدہ و دل جسطرح سبنے
سودائے حسن و عشق کے سودائیو چلو

یکھو۔ وہ حسرت و ارمان کے غول کے غول چلے آتے ہین۔ ہوا و ہوس کی بھیڑ بھاڑ ہے
ی بو کھلایا جاتا ہے۔ شوق کی نگاہین اُمنڈ رہی ہین۔ حسن و عشق کا میلہ ہے
اشائیان نظر باز کا ہجوم ہے۔ اہل جنون کی گرم بازاری ہے۔ سودے والونکی
ہجوم ہے۔ سر فروشون کی آوازین لگ رہی ہین۔ تاب و توان کے ڈھیر پڑے ہین
ن و دین کی بکری ہے۔ نگہ ناز خریدار ہے۔ کہین مول تول مین رد و کد ہے۔ کہین تو نج کھ
کرار ہے۔ عیار نگاہون۔ طرار ادائون کی بن آئی ہے۔ مفت بری پر آمادہ ہین۔

تیرا میرا مال تاکتے پھرتے ہین - چیز اوٹھائی - دیکھی بھالی اور غائب - آنکھ بچی - اور مال دوستون کا - خریدارون کے دماغ - اے تیری شان - متاع بیش بہائے عقل و تمیز نیم نگاہ مین چکا کر لیتے وقت ناک چڑہاتے ہین - جنس گرانمایۂ ننگ و نام اک غلط انداز نظر مین ٹہرا کر آخر عینک پھاناک چلے جاتے ہین - دُبدہا مین سوداگرون کی جان پر بنی ہے - کہ اگر مال کو اونے پونے لگا دیجیئے تو بھاؤ بگڑتا ہے - اور اگر گاہک سے تکرار کیجے - تو ہت پھیری مین غائب غُلّہ ہے - ایسے بھیڑ بھڑکے مین نہ خرید فروخت کا لطف - نہ دیکھ بھال کا مزا - مگر یہ بیڑیا چال چلی آئی ہے کہ جہان کہین میلے ٹھیلے کی سُنی - کچھ دھوم دھڑکّا ہوا کہ دوکاندار سودے سلف والون کی ریل پیل ہوئی حَسَن حُسن دوست لا اُبالی خیال پریشان نظر آوارہ معاش بھی - کچھ تاکتا جھانکتا لیتا دیتا - بیچتا کھوچتا - کھوتا کھنداتا - بکھیرتا اوٹھاتا خاک اوڑاتا - اتراتا پھرتا تھا - نظر جو اوٹھائی تو ایک دوکان کے تلے چبوترے سے پیٹھ لگائے مولانا **علوی** سلمہ اللہ تعالیٰ وارد ہین - **حسن** - ارے میان تم یہان کہان کب آئے - کیونکر آئے - کیا حال ہے چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین - دم ہے کہ چڑہا جاتا ہے کیون ہانپ رہے ہو - کیون کانپ رہے ہو - خیر ہے کچھ تو کہو کیا بیتی - ٹھنڈی سانس لیکر بولے حضرت قبلہ تسلیم - معاف کیجے گا مجھپر کچھ ایسی ہی بنگئی تھی کہ بتا توڑ بھاگا چلا آتا ہون **علوی** سرگذشت اپنی ذرا آپ مین آلون تو کہون :. آپ سنبھلون تو کہون دلکو سنبھالون تو کہون بس پیر و مرشد کچھ نہ پوچھیئے جان بچی لاکھون پائے - اس دوزخ عشق کے کارن مارا مارا پھرتا ہون - اک عیار غدار کی آواز پر گاہک کا دھوکا کھا کر پڑا - ستم پیشہ نے ایک ایک رقم کو دیکھا بھالا - پسند کیا - غالبًا اگر قسمت سیدہی ہوتی اور تقدیر کا انگارہ تلتا تو کچھ نہ کچھ سودا بنجاتا - مگر اس ناشدنی لب و لہجہ کی جان کو پیٹتا ہون اور اس کمبخت وضع و طرز بول چال کو روتا ہون کہ اسکی بدولت بنی بنائی بات بگڑ گئی لینے کے دینے پڑ گئے اینجان سے نے پہچانا - اور چونکتا ہو کر للکارا - کہ ہین ! **علوی** - یہ بہروپ - بھلا - ٹہیر تو سہی اوسکا یہ کہنا تھا اور میرا چھو ہونا - اس چھین جھپٹ مین جو کچھ ہتّے چڑہگیا وہ لے بھاگا او

جو رہگیا وہ رہگیا۔ اگر آپ اس کہتا کا مفصل سننا چاہتے ہین تو یہ قطعہ حاضر ہے۔ اسکو
ملاحظہ کیجیئے اور مجکو دم لینے دیجیئے **حسن** واہ واہ مولانا کیا قطعہ کہا ہی۔ یہ ولولہ انگیز
تقریر اور باین ثقاہت۔ یہ شوخی امیز تحریر اور باین مولویت۔ یہ رنگین بیانی۔ اور باین
سبحہ گردانی۔ یہ مستانہ نوائی۔ اور باین پارسائی۔ یہ شورش گفتار۔ اور باین
جبہ و دستار۔ واللہ کیا چلبلا مذاق ہے۔ کیا بیباکانہ طبیعت پائی ہی۔ کیا چوچلے
کی باتین ہین۔ کیا پیاری زبان ہے۔ کیا شستہ ترکیبین ہین۔ کیا دلکش طرز بیان ہی
کیا برجستہ محاورات ہین۔ کیا مطبوع مصطلحات ہین کیا کہنا ہے۔ ماشاء اللہ
یہ حسن بیان آپکے حسن کمال پر دال ہے۔ یہ قطعہ نہین۔ بلکہ سننے والون کے پھانسنے کا
جال ہے۔ او سیر تاجر گرانمایہ بازار سخنوری۔ گہر فروش دوکان سخن گستری حضرت
بیخود بدولت کی تخمیس کا طرہ اب کیا ٹہکانا رہا۔ لطف بیان دوچند ہوگیا۔ پردۂ بیخودی
قدر گھٹ گئی۔ قند مکرر پھیکا پڑگیا۔ مے دوآتشہ کے ہوش اوڑگئے۔ قطعہ کے حسن
خداداد پر خمسہ نے اور چار چاند لگائے۔ یہ حواس خمسہ کے لیوا اچھے آئے کہنے کے
لیئے تو یہ اونیس بند کا خمسہ ہے۔ مگر آفتاب سخن کا بیت الشرف کہئے تو بجا ہی خمسہ کے
ازادی مضامین قطعہ سے کیا دست و گریبان ہین۔ گویا مہ و مہر سے زہرہ و مشتری
و عطارد ہمقران ہین۔ المختصر خدا اس خمسہ کی پونجی کو سلامت رکھے۔ پو بارہ ہین۔
اچھا مولانا علوی اب سودائے محبت کی گٹھری کہولو۔ اور اسباب کی سیر دکھاؤ۔
علوی حضرت سیر کیا دیکھیئے گا۔ یہ معمولی ضروری چیزین ہین لیجیئے۔ ملاحظہ کیجیئے۔ یہ
طول امل کی پیچکین ہین۔ یہ حسرت و ارمان کی سوئیان۔ یہ صبر و تحمل کے انگشتانے ہین
یہ پند و نصیحت کی قینچیان۔ یہ شرم و حجاب کے رنگین پردے ہین۔ یہ سوختہ اختری کی سرمہ
دانیان۔ یہ دوران سر کے لٹو ہین۔ یہ پریشان نظری کی چکتیان۔ یہ ناصحون کے
جھنجھنے ہین۔ یہ آوارہ گردی کی پھرکیان۔ یہ زہد و اتقا کے کھلونے ہین۔ یہ لہو و لعب
کی گڑیان۔ یہ دیدۂ حیرت زدہ کے آئینے ہین۔ یہ عقل و دانش کی کنگھیان۔ یہ
اجزائے ہوش و حواس پسا ہوا سرمہ ہے۔ یہ آنسوؤنکی موتیونکی لڑیان۔ یہ خاذرکا

مرصع کا رزیور ہی - یہ چارہ گردن کے ہول دل کی تختیان - یہ لخت جگر کے عقیق ہین - یہ حلقۂ
چشم کی انگشتریان - یہ ننگ وناموس کے قفل ہین - یہ ولولۂ شوق کی کنجیان - یہ مشورت کے
چشمے ہین - یہ نازک مزاجی کی زجاجی شیشیان - یہ بیتابی دل کے قبلہ نما ہین - یہ تضییع اوقات
کی گھڑیان - یہ غور وفکر کی دوربینین ہین - یہ تصور کے رنگا رنگ پھولونکی کشتیان - یہ گریۂ
بے اثر کے گلاب پاش ہین - یہ قہقہۂ بے محل کی صراحیان - یہ خیال رخ روشن کے
فانوس ہین - یہ دم سرد کی کافوری بتیان - یہ تعلقات کے جھاڑ ہین - یہ سوز نہان کی ہانڈیان
یہ چشم پر آب کے کنول ہین - یہ وسائل کی دیوارگیریان - یہ آہ رسا کے عصا ہین - یہ دود
دل کی چھتریان - یہ ہمت واستقلال کے ریشمی کمربند ہین - یہ تاب وتوان کی چمڑی
پٹیان - یہ طعن وتشنیع کے تپنچے ہین - یہ بدگوئی وملامت کی گولیان - یہ خار الم کے کانٹے
ہین - یہ غیرت ورشک کی چھریان - یہ صبح فراق کی قلمتراش ہین - یہ شام وصال کی گوند
دانیان - یہ تیرہ روزی کی دواتین ہین - یہ رنگ رفتہ کے شنجرف کی پڑیان - یہ آبرو کے
کورے لفافے ہین - یہ سادہ لوحی کے کاغذونکی گڈیان - الغرض اوراق داغ کے گنجفے
نالہ وفغان کے باجے - کنج تنہائی کے صندوقچے - ہتکھنڈون کے دستانے - ہرزہ تازی کے
موزے وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کا مال ہے - واہ بھئی مولانا اچھی دوکان لگائی - اور خوب
سامان بہم پونہچایا - مگر خبردار ایسی چیزین راہ چلتے گانہکون کے ہاتھ نہین بیچیے - اولاً
یہ لوگ اسکی قدر کیا جانین - دوسرے ابھی نئی دوکان کھولی ہے - لین دین کے
ہت پھیر - خرید وفروخت کے اوتار چڑہاؤ - خریداران کے ہتھکنڈے - سوداگرون کے چھینٹے
مول تول کے رنگ ڈھنگ ابھی دیکھے بھالے برتے برتائے نہین - اب مین تمہارے
اس بیش بہا اسباب کو تقریظ کی کشتی مین لگاکر - قطعہ کے ذریعہ سے اک بازار حسن و
عشق کے ملک التجار یعنی جناب تجمّل وستودہ روزگار کے سپرد کیئے دیتا ہون اب وہ
جانین اور اونکا کام - علیہ وعلیک السلام - اللہ بس باقی ہوس -

تمت

کاتب محمد محسن پولی

نتیجہ طبع نقاد سخن مجھی مولوی علی احمد خان اسیر مالک مطبع نسیم سحر بدایون

واہ حضرت بیخود آپکی ان پیچیدہ ہفت پہیریون کے قربان کہ آپنے بازار سخن کی ملک التجار مولانا **علوی** نامدار سے دولتمند ہوشیار سوداگر کو دم دلاسا دے میٹھی میٹھی دو تین باتون مین کچھ ایسا لبھا لیا کہ وہ بیچارے اس تین اور دو کی نسبت کی شرکت کو ایک سیدھا سادا ربع جانکر بے ہیر پھیر اپنے سارے بیش قدر گرانمایہ پونجی کو آپکی نذر کر بیٹھے اور کیا کہنا۔ آپ نے بھی اس ساجھی کو اپنے ہمدردی اور رفاقت کی بلیغ کوشش سے بہت کچھ اپنی گرہ کا لگا کر کچھ ایسا نبھاہا کہ تمام عالم کے بڑے بڑے دوربین یہ بھی امتیاز نہین کر سکتے کہ کون کتنے حصہ کا شریک ہے۔ یہ تضمین نہین۔ جوہریونکی نظر مین معانی تازہ کے بے بہا سچے موتیونکی ایک مرصع پچ لڑی ہے۔ خمسہ نہین۔ مشتریونکی نگاہ مین مضامین رنگین کے آبدار جواہر کا ایک جڑاؤ بازوبند ہے۔ اوسپر طرہ یہ کہ شہرت جو شدنی تھی تو سر دست مولانا **حسن** حسن پرست سے اک شہرۂ آفاق تاجر فن معنی کے ساون ہاتھ آگئے جنھون نے ہاتون ہاتھ اس جنس گران بہا کو تقریظ کے ذریعہ سے اشتہار کی کشتی مین رکھکر شش جہت مین مشہور کر دیا۔ اب نہ خاتمہ کی گنجایش ہے نہ تاریخ کا موقع نہ دیباچہ کا پہلو ہے۔ نہ تقریظ کا کوئی پیرایہ مگر اوس ہفتاد سالہ پیرزن کی ہمت پر نظر کرکے جی نہین مانتا کہ اس بازار مصر حسن و عشق کا سیر نکیجیے اور چشم ناز کے خریدارونکے ساتھ مل جل کر جسطرح بنے کچھ نقد کچھ ادھار سودا نلیجیے۔ سو نقد کے نام ان دو چار کھوٹے پیسون کے سوا گانٹھ مین نہ دامے نہ درمے۔ اب اہل نظر اسیکو چاہے تاریخ کا عوض خیال فرمائین خواہ تقریظ کا بدل اور وہ بھی۔ ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ✣ آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

وھو ھذا

تاریخ کا ہو جدید پہلو

سخن کے کاکل پیچدار کیواسطے نایاب کنگھا۔ یا۔ طوطیان خوش لہجۂ زبان کے لیئے جلا کیا ہوا آئینہ۔

دامن زیبا کے خوشبودار پھول۔ یا۔ گلہائے قبا کی خوشنما کلیان۔

شمام

وجہ خاتمہ

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع وکٹوریہ پریس کی ہے مہر مطبع و دستخط پروپرائیٹر ثبت کیئے گئے۔